حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مغازی ادب کی اہمیت اور ابتدائی تشکیل

The Impotance of Maghazi (battle) literature and its early formation

☆ڈاکٹر اکبر علی

معلم دینیات، ایلمنٹری اینڈ سکنڈری ایجوکیشن خیبر پختونخوا، پاکستان

☆☆ڈاکٹر عطاالرحمٰن

پرووائس چانسلر/ڈین فیکلٹی آف آرٹس اینڈ ہیومینٹیز/چیئرمین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز یونیورسٹی آف ملاکنڈ، چکدرہ دیر لوئر خیبر پختونخوا

☆☆ڈاکٹر افتاب احمد

معلم التجوید، ایلمنٹری اینڈ سکنڈری ایجوکیشن خیبر پختونخوا، پاکستان

Abstract

This is a research-based article regarding maghazi (battles) literature and its initial formation. It is evident from the beginning of this article that rather focusing on the pre-Islamic fighting's emphasis was on discussion relating to Magazi(battles) in the Madani life of the Prophet (s.a.w). Moreover Sahaba (companion of the Prophet) and Taba'een congregate on the same Magazi (battles) at regular bases. As sample, some examples have been mentioned. Further more proceeding from the literal and contextual meaning of the maghazi, its importance and evolutionary phases has also been pointed out. In the time span of suhaba, Magazi literature often used to be discussed verbally, while in the the Era of Tab'een it started to be narrated writtings. Although it was properly composed in the second half of the second century. Among the early scholars it is pertinent to mention, Urwah bin zubair, Aban bin Osman, Amir bin Shuraheel Alsheba'e Shurahbeel sa'd Al Madni, Muhammad bin Shahab Zuhri, Asim bin Amar Qatada, Musa bin Aqba, Muhammad bin Ishaq, Muhammad bin Amar Alwaqadi, Amr Ibne Hisham. The above mention Sirah scholars and their books were considered as a Primary sourse of the Sirah. Therefore, in this research article a knowlegable discussion has been done. The article ends with the research findings and results.

Keywords. Maghazi, Sahaba, Taba'een.

تعارف

صحابہ کرامؓ کی نظر جب " لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ "([1]) "ان کے قصوں میں سمجھدار لوگوں کیلئے عبرت ہے"اور " أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ "([2]) "تو کیا یہ لوگ کہیں ملک میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیسا انجام ہوا جو ان سے پہلے گزرے ہیں" جیسے آیات پر پڑی تو وہ ابتدائے اسلام ہی سے ایام اللہ کے بارے میں جاننے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابو خالد الوالی سے روایت ہے "کنّا نجالس اصحاب النبی ﷺ

([1]) القرآن ۲۱:۳۳۔

([2]) القرآن ۱۰۹:۱۲۔

فيتناشدون الاشعار ويتذاكرون ايامهم في الجاهلية"([3]) "ہم لوگ صحابہ کرامؓ کی مجلسوں میں بیٹھا کرتے تھے وہ حضرات آپس میں اشعار سناتے رہتے تھے اور زمانۂ جاہلیت کے لڑائیوں کے تذکرے کیا کرتے تھے۔" مدنی زندگی میں جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو ایام کی بجائے مغازی کے تذکرے شروع ہوئے۔ صہیب بن سنان رومیؓ لوگوں سے فرماتے "هلموا نحدثكم عن مغازينا فاما ان اقول:قال رسول الله فلا"([4]) "آؤ تم کو ہم اپنے غزوات بیان کریں البتہ قال رسول اللہ نہیں کہوں گا۔" اسی طرح عبداللہ ابن عباسؓ اپنی مجلس درس میں ایک دن صرف مغازی بیان فرماتے تھے۔([5])

اسلام کے ابتدائی درسگاہوں میں باقاعدگی سے سیر ومغازی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مکحول شام سے روایت ہے کہ "کتب عمرؓ بن الخطاب الى الشام :ان علموا اولادكم الرمى والفروسية"([6]) "حضرت عمرؓ نے اہل شام کو لکھا کہ وہ اپنی اولاد کو تیر اندازی اور شہسواری کی تعلیم دے۔" الغرض صحابہؓ اور تابعینؒ مغازی کے بیان اور حفاظت کو دین و دنیا کی کامیابی سمجھتے تھے۔ آج بھی امت مسلمہ کیلئے غزوات النبی ﷺ سے واقفیت حاصل کرنا ناگزیر ہے تاکہ مخالفین اسلام کے لغو اعتراضات ،بے جا الزامات اور غلط پروپیگنڈوں سے متاثر نہ ہو نیز قیامت تک باقی رہنے والے جہاد کو آپ ﷺ اور صحابہؓ کے اپنائے ہوئے اصولوں پر جاری رکھیں۔

سیر ومغازی کی بنیادی مآخذ میں قرآن کریم اور کتب احادیث مبارکہ کے علاوہ کتب مغازی شامل ہیں جن کے واقعات کو تابعینؒ اور تبع تابعینؒ نے اپنے اساتذہ اور خاندانی بزرگوں سے سنا اور پھر ان روایتوں کو جمع کرکے محفوظ کرلیا۔ مغازی ادب کی اس اہمیت کے پیش نظر ہم اس مضمون میں مغازی ادب کی تعریف، اہمیت، ابتداء وارتقاء اور اس کی بنیادی تصانیف جو اس فن میں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے اس کا تحقیقی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

مغازی اور ادب کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

"الغزوة" جس کی جمع 'غزوات' آتی ہے یہ غزا،یغزو ،غزوا- باب نصر سے ناقص واوی ہے "اور بطور اسم مرہ مستعمل ہے بمعنی حملہ، جہاد، لڑائی۔ "غازی" اسم فاعل ہے بمعنی لڑائی کرنے والا اور اسلام کا حامی۔ "المغزى" اسم ظرف ہے بمعنی جنگ کرنے کی جگہ ،جمع مغازٍ آتی ہے،" المغازی" بمعنی غازیوں کے مناقب اور افعال ۔([7]) صحابہ کرامؓ ہر اس جنگی مشن کیلئے جس میں

([3]) ابن عبد البر، ابو عمر یوسف النمری القرطبی، جامع بیان العلم وفضلہ ، دار ابن الجوزی، الدمام، ۱۹۹۴ء، ج ۱، ص ۹۵۔

([4]) ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع البصري الزهري، طبقات الکبرٰی، مکتبہ ،بیروت، ۱۹۶۸ء، ج ۲، ص ۱۵۸۔

([5]) الجاحظ، ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ، البیان والتبیین ، مکتبۃ الخانجی، القاہرہ، ۱۹۹۸ء، ج ۱، ص ۳۱۶۔

([6]) ابن تیمیہ، ابو العباس، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ ، مجموع الفتاوٰی، مکتبہ ، مجمع الملک فهد المدينة النبوية، ۱۹۹۵ء ج ۲۸، ص ۱۰۔

([7]) احمد الزیات، ابراہیم مصطفٰی، المعجم الوسیط، مکتبہ، الشروق الدوریہ، ۲۰۰۴ء، باب الغین، ج ۲، ص ۶۵۲۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

آپ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوتے تو اس کیلئے غزوہ کا لفظ استعمال کرتے چنانچہ بخاری میں روایت ہے: عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَنَزَفَهُ الدَّمُ فَرَكَعَ وَسَجَدَ-(8)

مغازی سیرت کے معنٰی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ "السیرۃ" یہ سار کا اسم ہے باب ضرب سے اجوف یائی ہے اور اس کی جمع سِیَر آتی ہے بمعنی روانہ ہونا، چلنا، عادت، طریقہ، طرز زندگی، ہیئت، لوگوں کے ساتھ سلوک کی کیفیت۔(9) سیرت اور مغازی محدثین اور ارباب رجال کی اصطلاح میں ایک ہی معنیٰ کیلئے استعمال ہوتے ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص غزوات کو مغازی بھی کہتے ہیں اور سِیَر بھی۔ چنانچہ ابن اسحاق کے کتاب کو مغازی بھی کہتے ہے اور سیرت بھی، اسی طرح ابن حجرؒ فتح الباری میں سیرت و مغازی کے بیان کے لئے کتاب المغازی کا لفظ استعمال کرتے ہے، اور فقہ میں بھی سیر و مغازی سے مراد غزوات اور جہاد کے احکام ہیں۔(10)

ابن حجرؒ فرماتے ہے: السیر، بكسر المهملة وفتح التحتانية جمع سيرة وأطلق ذلك على أبواب الجهاد لأنها متلقاة من أحوال النبي صلى الله عليه و سلم في غزواته- "یعنی ابواب جہاد پر سیرت کا اطلاق کیا جاتا ہے کیونکہ یہ ابواب حضور ﷺ کے ان حالات سے لئے جاتے ہیں جو انہیں غزوات میں پیش آئے۔"(11)

غزوہ اور سریہ میں فرق

"السریۃ" فوج کا دستہ۔ غزوہ اور سریہ میں تھوڑا فرق ہے چنانچہ علامہ زرقانیؒ فرماتے ہے:

> "وقد جرت عادة المحدثين وأهل السير واصطلاحهم غالباً أن يسموا كل عسكر حضره النبي صلى الله عليه وسلم بنفسه الكريمة (غزوة) وما لم يحضره بل أرسل بعضاً من أصحابه إلى العدو (سرية) أو (بعثاً)" (12)

> "محدثین اور اہل سیر کی اصطلاح میں ہر اس جنگی مہم کو جس میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک ہوئے ہوں غزوہ کہتے ہے اور جس میں آپ ﷺ نے خود شرکت نہ فرمائی ہو بلکہ اپنے صحابہ کو دشمن کی طرف روانہ کیا ہو تو اس کو سریہ اور بعث کہتے ہے۔"

(8) امام بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسمٰعیل، صحیح بخاری، کتاب المغازی، مکتبہ، دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ، ج ۱، ص ۴۶۔

(9) ابو الفضل، عبد الحفیظ بلیاوی، مصباح اللغات، مکتبہ، المیزان اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴ء، مادہ، سیر، ص ۴۱۰۔ و فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مکتبہ، دار العلم بیروت، ج ۲، ص ۱۰۔

(10) نعمانی، شبلی، سیرۃ النبی ﷺ، دار الاشاعت اردو بازار کراچی، ۲۰۰۴ء، ج ۱، ص ۲۶۔

(11) ابن حجر، أحمد بن علي بن محمد، فتح الباری شرح صحیح البخاری، مکتبہ، دار المعرفہ بیروت، ۱۳۷۹ ہجری، ج ۶، ص ۴۔

(12) حافظ بن محمد عبد اللہ الحکمی، مرویات غزوۃ الحدیبیہ، الجامعۃ الإسلامیۃ مدینہ منورہ، ۱۴۰۶ھ، المبحث الاول، ج ۱، ص ۱۵۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

احادیث میں بھی سریہ کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے:

وعَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَرِيَّةً فِيهَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوا إِبِلًا كَثِيرَةً- (13)

خلاصہ یہ کہ متقدمین کی اصطلاح میں فقط غزوات اور سرایا کے حالات وواقعات کے مجموعہ کو سیرت کہتے ہے۔ ویسے تو حدیث آٹھ علوم (سیر آداب وتفسیر وعقائد۔ فتن اشراط واحکام ومناقب) کے مجموعہ کا نام ہے اور سیرت اس کا ایک جز ہے۔
لیکن اس زمانے میں سیرت کا اطلاق آپ ﷺ کی سوانح عمری اور پوری زندگی پر کیا جاتا ہے.(14) چنانچہ ہمارے زمانے میں سیرت کی اصطلاحی تعریف یوں ہے:

"علم يعرف به أحوال النبي صلى الله عليه وسلم منذ ولادته ونشأته إلى وفاته ﷺ"-(15)

ادب کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

لغت میں ادَباً مصدر باب کرم سے بمعنی ادب والا ہونا ،ادیب اسی سے مستعمل ہے،اور ادباً مصدر دال کے سکون (جزم) کے ساتھ باب ضرب سے بمعنی دعوت کا کھانا تیار کرنے اور دعوت دینے کے استعمال ہوتا ہے آدب اسی سے بمعنی الداعی الی الطعام آتا ہے، باب تفعیل سے تادیب علم سکھانے کے معنی میں مستعمل ہے باب استفعال اور باب تفعّل سے ادب سیکھنے اور ادب والا ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ مادُبۃ بھی ادب سے نکلا ہے اس کھانے کو کہتے ہیں جو آدمی لوگوں کی دعوت کے لئے تیار کرے۔
مرتضی زبیدی فرماتے ہیں: وأَصلُ الأَدَبِ الدُّعَاءُ۔ کہ ادب کا اصل معنی دعا اور بلاوہ ہے۔ اور اسی سے ادب کی وجہ تسمیہ بھی واضح ہو جاتی ہے چنانچہ تاج العروس میں ہے: الادب سمّی ادباً ،لانہ یادّب الناس اِلی المحامد" ادب کو ادب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو بہتر اوصاف واخلاق کی طرف دعوت دیتا ہے۔(16)
اصطلاح میں ادب کی کئی ایک تعریفیں علماء نے کی ہیں ان میں چند تعریفیں درج ذیل ہیں، علامہ مرتضی زبیدی نے یہ تعریف نقل کی ہے "الادب ملکۃ تعصم عمّن قامت بہ عمّا یشینہ" ادب ایک ایسا ملکہ ہے کہ جس کے ساتھ قائم ہوتا ہے، ہر ناشائستہ بات سے اس کو بچاتا ہے۔" علامہ ابن خلدون نے ادب کی یہ تعریف نقل کی ہے "الادب ھو حفظ اشعار العرب

(13) امام بخاری، صحیح بخاری، ج۴، ص۹۰، رقم ۳۱۳۴۔
(14) کاندھلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفیٰ ﷺ، مکتبہ، فرید بکڈپو اردو مارکیٹ جامع مسجد دھلی، ۱۹۹۹ء، ج۱، ص۳۔
(15) الحکمی، عبداللہ، تلخیص المحاضرۃ المصادرۃ السیرۃ النبویۃ، ج۱، ص۱۔
(16) الزبیدی، مرتضی ابوالفیض محمد بن محمد بن عبدالرزاق الحسینی، تاج العروس، مکتبہ، مشکاۃ الاسلامیہ، مادہ، ادب، ج۱، ص۲۷۶۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

و اخبارها والاخذ من کل علم بطرف"(17) "ادب عرب کے اشعار، ان کی تاریخ واخبار کے حفظ اور عربی زبان کے دوسرے علوم سے بقدر ضرورت اخذ کا نام ہے۔"

مغازی ادب کی اہمیت وارتقاء

عربوں میں ایام عرب کے تذکروں کا عام رواج تھا عقیل بن ابی طالبؓ قریش کے انساب اور جنگی تاریخ کے ماہر تھے اور مسجد نبویؐ میں لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اسی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ قریش کے انساب کے عالم تھے ابو خالد الوالی کے اس مذکورہ روایت سے اس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے فرماتے ہیں:

کنا نجالس اصحاب النبی فیتناشدون الاشعار ویتذاکرون ایامھم فی الجاھلیۃ۔(18)

"جب ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ کے مجالس میں بیٹھتے تو وہ آپس میں اشعار سناتے رہتے اور زمانہ جاہلیت کے واقعات کے تذکرے فرمایا کرتے۔"

مدنی زندگی میں جب غزوات کا سلسلہ چل پڑا تو ایام عرب کے بجائے مغازی کے تذکرے شروع ہوئے۔ اور کیوں نہ ہوتے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی سیرت و صورت اپنانے اور اس کی حفاظت کیلئے چنا تھا۔ صحابہؓ کی آپ ﷺ سے حد درجہ محبت تھی عبد اللہ ابن مسعودؓ جب کبھی حدیث بیان کرتے اور زبان پر حضور ﷺ کا نام مبارک آجاتا تو کانپنے لگتے اور ان کے کپڑوں میں تھرتھری پیدا ہو جاتی گردن کی رگیں پھول جاتی تھیں آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں"(19)

اسی طرح حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ جب کبھی کوئی حدیث بیان کرنا چاہتے تو منہ سے "اوصانی ابو القاسم اوصانی خلیلی صلی اللہ علیہ وسلم" کے الفاظ نکلتے اور چیخ مار مار کر بیہوش ہو جاتے۔ ابو ہریرہؓ اور بہت سے دیگر صحابہؓ کے بارے میں بھی اس طرح کے واقعات ملتے ہیں۔ صحابہؓ نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی کہ آپ ﷺ کے ایک ایک واقعہ کی ہر ہر جزو کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں گے اور "ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھو۔" کا عملی مظاہرہ کریں گے۔ مناظر احسن گیلانی نے ابن حجرؒ کا قول نقل کیا ہے کہ اطراف سے وفود آتے تو آپ ﷺ ان کو ایسی جگہ ٹھہراتے جہاں سے وہ واقعہ کا اچھا مشاہدہ کرسکے اور آخر میں رخصت کرتے ہوئے فرماتے " ان باتوں کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں انہیں اس سے مطلع کرتے رہنا۔ حافظ ابن حجرؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں" یہ ان لوگوں کو بھی شامل ہیں جن

---

(17) ابن الحسن عباسی، درس مقامات، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۲ء، ج ۱، باب مقدمۃ العلم۔

(18) السمعانی، ابو سعد، عبد الکریم بن محمد بن منصور التیمی، الانساب، مکتبہ دار الجنان، ۱۹۸۸ء، ج ۱، ص ۲۲۔

(19) ابن عبد البر، ابو عمر، یوسف القرطبی، جامع بیان العلم وفضلہ، ج ۱، ص ۱۰۵۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

کے پاس سے یہ لوگ آئے تھے اور یہ بات مکان کے لحاظ سے ہے اور ان آئندہ نسلوں کو بھی شامل ہیں جو بعد میں پیدا ہونے والی ہیں اور یہ بات زمانے کے حساب سے ہوگی۔(20)

آپ ﷺ کی زندگی کا ایک اہم پہلو مغازی ہے کیونکہ آپ ﷺ کے دعوت کے میدان میں مغازی کا ایک لمبا سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہنے والے جہاد کے احکام کیلئے ایک عملی تطبیق ہے جہاد میں دین کی اعلاء اور حفاظت وحمایت ہے اور دین کی دعوت کا اہم ذریعہ ہے۔ابو داؤد میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم : الْجِهَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِيَ اللَّهُ إِلَى أَنْ يُقَاتِلَ آخِرُ أُمَّتِي الدَّجَّالَ لاَ يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلاَ عَدْلُ عَادِلٍ۔(21) "

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جب سے اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے جہاد ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جاری رہے گا یہاں تک کہ اس امت کے آخری لوگ دجال سے جنگ کریں گے کسی عادل بادشاہ کے عدل یا کسی ظالم کے ظلم کا بہانہ لیکر جہاد کو ختم "موقوف" نہیں کیا جاسکتا۔" آپ ﷺ نے جہاد کو "ذروة سنام الإسلام"(22) فرمایا ہے۔

قرآن کریم میں ہے: تعالوا قاتلو فی سبیل اللہ اوادفعوا۔(23)" آؤ خدا کی راہ میں جہاد وقتال کرو یا فقط دشمنوں کی مدافعت کے لیے لڑو۔" پتہ چلا کہ جہاد علی الاعلان اعلاء کلمۃ اللہ اور آسمانی بادشاہت قائم کرنے کیلئے ہے۔(24)

دعوت کے اسلوب اور احکام سے مغازی بھری پڑی ہے۔اسی اہمیت کے پیش نظر اسلاف نے مغازی کے بیان کرنے کو بہت اہمیت دی امام زہریؒ نے اسے دنیا و آخرت کا علم قرار دیا ہے۔اسمٰعیل بن محمد بن سعد سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"كان أبي يعلمنا مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم وسراياه ويعدها علينا ويقول: هذه مآثر آبائكم فلا تضيعوا ذكرها۔

"میرے والد ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مغازی اور سرایا کی تعلیم دیتے اور فرماتے یہ آپ لوگوں کے آباء واجداد نشانیاں ہیں ان سے غفلت نہ کرو۔"

---

(20) مناظر احسن گیلانی، تدوین الحدیث، مکتبہ، مجلس نشریات اسلام ناظم آباد کراچی، ۱۹۹۷ء، ج ۱ ص ۳۳۔

(21) ابو داود، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، مکتبہ، المطبع المحمدی، کانفور ھند، ۱۳۴۶ھ، ج ۲، ص ۳۲۴، رقم ۲۵۳۴۔

(22) سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر، الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر، مکتبہ، دار الفکر، ج ۲، ص ۱۶۴۔

(23) القرآن ۳:۱۶۷۔

(24) کاندھلوی، محمد ادریس، سیرت مصطفٰے ﷺ، ج ۱، ص ۱۰۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

اور علی ابن حسین ابن علی سے روایت ہے کہ:

"كنا نعلّم مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم كما نعلم السورة من القرآن-(25)"

ہمیں مغازی رسول ﷺ کی اس طرح تعلیم دی جاتی جس طرح ہمیں قرآن کریم کی ایک سورت کی تعلیم دی جاتی۔"

مغازی ادب کی ابتدائی کتابت و تشکیل

ویسے غزوات رسول ﷺ کا ذکر تو قران پاک اور احادیث کی کتابوں میں بھی جگہ جگہ موجود ہے۔ چنانچہ قران کریم میں غزوۂ بدر، احد، خندق، اور حنین کا تذکرہ مختلف مقامات پر کیا گیا ہے بطور مثال بدر کبریٰ کے بارے میں سورہ انفال میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَى- اسی طرح ال عمران میں ہے، "وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ --------وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ-"اسی طرح جو کتابیں سنت رسول ﷺ پر لکھی گئی ہیں اس میں بھی آپ ﷺ کے خصائص، فضائل، نبوّت سے قبل زندگی، جہاد، غزوات اور سرایا کے متعلق کافی ذخیرہ موجود ہے۔

تاہم ان کتب میں بلاستیعاب سیر و مغازی کا تذکرہ نہیں ہے کیونکہ ان محدثین نے صرف ان احادیث مبارکہ کو لیا ہے جو ان کے شرائط پر پوری اترتی تھی اس کا مطلب یہ نہیں کہ سیر مغازی پر اس کے علاوہ کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ صحابہؓ میں زیادہ تر مغازی کا بیان زبانی ہوا کرتا تھا۔ تابعینؒ کے دور میں فن مغازی میں کتابت کا سلسلہ شروع ہوا تاہم اس فن کی باقاعدہ تدوین دوسری صدی ہجری کے اول نصف میں مکمل ہوئی۔ ذیل کے سطور میں ہم مختصراً بعض ان اشخاص و کتب کا تذکرہ کرتے ہیں جو فن مغازی کے مراجع کی حیثیّت رکھتے ہیں۔

مغازی عروۃ بن زبیرؒ

حضور پاک ﷺ کے حیوٰۃ طیّبہ کے بارے میں سب سے پہلے لکھنے والے عروۃ بن زبیرؒ ہے۔ آپ حدیث، فقہ اور مغازی کے بہت بڑے عالم تھے۔ آپؒ حضرت عثمانؓ کے خلافت کے آوائل میں پیدا ہوئے اور ۹۴ھ میں وفات پائی ہے۔ آپ کے والد حضرت زبیر بن العوامؓ حواری رسول ﷺ، عشرہ مبشرہ، اور اصحاب شوریٰ میں سے تھے، اسماء بنت ابی بکرؓ آپ کی والدہ تھی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی خالہ تھی اور آپ کے والد زبیر آپ ﷺ کے پھوپی صفیہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے، خاندان نبوت سے ان قریبی تعلقات کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے زندگی کے بارے میں آپ کو وہ معلومات باآسانی معلوم ہو سکیں جس کا حصول دوسروں کیلئے آسانی سے ممکن نہ تھا۔ مدینہ کے فقہائے سبعہ میں آپ کا شمار ہے۔ اپنے والد سے کم عمری کی وجہ سے بہت کم روایت کی ہے۔ آپ نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مجلس کو لازم پکڑا اور آپؓ سے فقہ

(25) ابن کثیر، عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن عمرو، السیرۃ النبویۃ، مکتبہ، دار المعرفہ بیروت، ۱۹۷۱ء، ج ۳، ص ۴۴۱۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

میں مہارت حاصل کی۔ سفیان ابن عیینہؒ سے روایت ہے کہ عائشہؓ سے منقول مرویات کے تین بڑے علماء میں عروہ بن زبیرؒ شامل ہیں۔ صحاح ستہ میں آپؒ سے روایت منقول ہیں۔[26]

آپؒ نے مغازی کے حوالے سے اہم مواد جمع کئے تھے جو مغازی عروۃ کے نام سے مشہور ہے اور آپ کے اس مجموعے کو جلیل القدر اصحاب نے آپ کے بعد اپنے دروس میں نقل کیا ہے.

چنانچہ ڈاکٹر فاروق حمادہ اعلام السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہے:

وعروة بن الزبير بن العوام المتوفى في نهاية القرن الأول ، وقد جمع مختارات هامة في المغازي، حملت اسمه وسميت بمغازي عروة، وتناقلتها الأجيال في حلقات الدرس بعده-[27]

ابن کثیرؒ عروہؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

وقال الواقدي: كان فقيها عالما حافظا ثبتا حجة عالما بالسير، وهو أول من صنف المغازي، وكان من فقهاء المدينة المعدودين - [28]

آپؒ کے مغازی کی اصل کتاب ناپید ہے البتہ اس کتاب کا بہت سا حصّہ کتب احادیث، تواریخ اور سیر ومغازی میں محفوظ ہے۔

عامر بن شراحیل الشعبیؒ کا بیان مغازی

یہ مشہور تابعی ہے جنہوں نے ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ ابن حجرؒ فرماتے ہے کہ آپ ثقہ مشہور فقیہ وفاضل ہے بہت سے صحابہؓ سے ملاقات کی اور ان سے روایتیں لی ہیں۔ صحاح ستہ میں آپ کی روایتیں موجود ہیں۔ شعبیؒ مغازی کے بیان میں حد درجہ مہارت رکھتے تھے، ابن حجرؒ لکھتے ہیں: امام شعبیؒ فن مغازی میں اس قدر واقفیت کے حامل تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ "گومیں ان غزوات میں بذات خود شریک تھا، مگر یہ مجھ سے زیادہ ان حالات کو جانتے ہیں۔"[29]

ڈاکٹر فاروق حمادہ لکھتے ہے

وكان طلاّبة للعلم، غير قنوع بالقليل من المعرفة، فأَوْلى السيرة والمغازي قسطاً من اهتمامه تلقياً وتعليماً- آپ کے مغازی کے روایات کی الگ کتاب موجود نہیں ہے۔

---

(26) ذہبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مکتبہ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۹۹۶ء، ج ۷، ص ۴۷۵، ۴۷۹۔

(27) فاروق حمادہ، اعلام السیرۃ النبویۃ فی القرن الثانی للھجرۃ مصنفاتھم ومناھجھم، الجامعۃ الاسلامیۃ، مدینہ منورہ، ۱۴۰۶ھ، ج ۱، ص ۳۔

(28) ابن کثیر،،، البدایہ والنھایہ، مکتبۃ المعارف، بیروت، ۱۹۹۸ء، ج ۹، ص ۱۱۹۔

(29) ابن حجر، تہذیب التھذیب، مکتبہ، دائرۃ المعارف النظامیۃ، ۱۳۲۶ھ۔ ج ۵، ص ۶۸۔

کتاب المغازی لابان ابن عثمانؒ

آپؒ کا پورا نام ابان بن عثمان بن عفان بن ابو العاص ہے۔ تابعین میں سے ہیں۔ ابن حجرؒ نے آپؒ کو ثقہ جبکہ علامہ ذہبیؒ نے آپؒ کو فقیہ اور مجتہد کہا ہے۔ آپؒ ۱۰۵ھ کو مدینہ میں فوت ہوئے۔(30) آپؒ عبد الملک بن مروان کی خلافت میں سات سال تک مدینہ منورہ کے گورنر رہے آپ نے سرایا اور غزوات کے بیان کا خوب اہتمام کیا ابن سعد نے مغیرہ ابن عبد الرحمٰن سے روایت بیان کی ہے کہ ابان ابن عثمان سے حدیث کی روایت کی گئی ہے لیکن وہ قلیل الحدیث تھے۔ البتہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مغازی کی تعلیم ابان بن عثمان سے حاصل کی تھی اور وہ ہم کو اس کی تعلیم کا حکم دیتے تھے۔(31)

شرحبیل ابن سعد المدنی

آپ ابو سعد، شرحبیل بن سعد، الخطمی المدنی ہیں۔ آپؒ ۱۲۳ھ میں وفات پائی۔ آپؒ تابعی ہیں آپ نے زید بن ثابت، ابو ہریرہ ، حسن ابن علی، ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسرے صحابہ سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ ابن حجرؒ نے آپ کو محدث اور صدوق کہا ہے اور علم مغازی کے ماہرین میں شمار کیا ہے۔(32) ابن المدینی نے سفیان ابن عیینہ سے پوچھا کہ کیا شرحبیل بن سعد میرے لئے کافی ہے؟ تو سفیان بن عیینہ نے فرمایا: ہاں، اور پھر فرمایا کہ "مدینہ میں آپ سے زیادہ مغازی اور اصحاب بدر کو جاننے والا کوئی نہ تھا۔(33)

کتاب المغازی لمحمد بن شہاب الزہریؒ

آپ کا سلسلہ نسب ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب الزہری ہیں۔ آپؒ ۵۱ھ یا ۵۶ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۲۳ھ یا ۱۲۴ھ کو وفات پائی۔ امام زہریؒ نے کئی کتابیں مرتب کی تھی آپؒ سیرت و مغازی کو دنیا اور آخرت کا علم قرار دیتے تھے۔ آپ کے بھتیجے محمد بن عبد اللہ بن مسلم کا بیان ہے "سمعت عمی الزھری یقول"علم المغازی علم الآخرۃ والد نیا"۔(34)

---

(30) ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج۱، ص۹۷۔

(31) ابن سعد ، طبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۹۶۸ء، ج۵، ص۲۱۰۔

(32) ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج۴، ص۳۲۱۔

(33) ابو البرکات، محمد بن احمد المعروف بابن الکیال، الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات، مکتبۃ النہضۃ العربیۃ، ۱۹۸۷ء، ج۱، ص۲۷۴، رقم ۱۶۔

(34) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ ﷺ، ج۳، ص۴۴۱۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

آپ پہلے شخص ہیں جس نے اسانید جمع کرنے کی با قاعدہ بنیاد ڈالی۔ڈاکٹر اکرم عمری لکھتے ہیں:

وهو من كبار المحدِّثين الذين اهتموا بالمغازي وبسيرة الرسول صلى الله عليه وسلم، وهو ثقة، "وهو أول من استخدم طريقة جمع الأسانيد ليكتمل السياق وتتصل الأحداث دون أن تقطعها الأسانيد-(35)

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی کتابیں سیرت کی اولین کتابوں میں شمار ہوتی ہیں: وتعد كتاباته أول كتابات في السيرة-(36) صحیح بخاری میں بھی آپ کے کتاب المغازی کا ذکر کیا گیا ہے "عن موسى بن عقبة عن بن شهاب قال هذه مغازي رسو ل الله فذكر الحديث-(37) ابن حجرؒ نے ہذہ کا مشار الیہ زہری کی کتاب المغازی کو بتایا ہے۔(38) آپ کے کتاب المغازی کے سب سے اہم راوی موسیٰ بن عقبہ ہے۔

عاصم بن عمر قتادۃ الانصاریؒ

آپؒ کی وفات ۱۲۸ھ کو ہوئی۔ آپ نے علم و عمل والے گھرانے میں تربیت پائی۔ آپ کے دادا صحابی رسول ﷺ تھے۔ آپؒ جامع مسجد دمشق میں مغازی کا درس دیا کرتے تھے زہرانیؒ لکھتے ہیں:

وهو نقل عن جده ووالده، "فكان راوياً للعلم، وله علم بالمغازي والسير، كان يجلس في مسجد دمشق، ويعلم الناس بالمغازي، وكان من المصادر المهمة التي اعتمد عليها ابن إسحاق والواقدي-(39)

"آپ نے اپنے دادہ اور والد سے علم حاصل کی اور آپ مغازی اور سیر کے عالم تھے آپ دمشق کے مسجد میں بیٹھتے تھے اور لوگوں کو مغازی کی تعلیم دیتے تھے اور وہ ان اہم مصادر میں سے ہے جس پر ابن اسحاق اور واقدی نے اعتماد کیا ہے۔"

موسیٰ بن عقبۃ بن ابی عیاش القرشی

آپؒ ۱۴۰ھ کو فوت ہوئے آپ نے مغازی میں کتاب لکھی ہے علماء نے آپ کی کتاب کو اصح الکتب فی المغازی شمار کیا ہے۔ذہبیؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: الإِمَامُ، الثِّقَةُ، الكَبِيْرُ، أَبُو مُحَمَّدٍ القُرَشِيُّ-------كَانَ بَصِيْراً بِالمَغَازِي النَّبوِيَّةِ،

(35) اکرم عمری،السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ،ج ا،ص ۵۵۔

(36) خطیب بغدادی،تاریخ بغداد،دارالکتب العلمیۃ بیروت،۱۹۹۶ء،ج ۱۲،ص ۲۳۰۔

(37) امام بخاری، صحیح البخاری،کتاب المغازی،ج ۲،ص ۵۷۳۔

(38) ابن حجرؒ،فتح الباری،ج ۷،ص ۳۲۶۔

(39) الزہرانی،ضیف اللہ بن یحیٰی،مصادر السیرۃ النبویۃ،مکتبہ،مجمع الملک فھد بالمدینۃ المنورۃ،ج ا،ص ۱۳۔

أَلَّفَهَا فِي مُجَلَّدٍ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ صَنَّفَ فِي ذَلِكَ-(40) "موسی بن عقبہ امام، ثقہ اور کبیر تھے۔۔۔ آپؒ مغازی رسول ﷺ میں بصیرت کے حامل تھے۔ آپ نے مغازی کی کتاب ایک جلد میں تالیف کی۔ پس وہ اول شخص ہیں جس نے مغازی میں تصنیف کی۔"

کتاب المغازی لمحمد بن اسحٰق بن یسار مدنیؒ

آپؒ اصلاً فارسی تھے تربیت وعلوم کا حصول مدینہ منورہ میں کیا۔ آپؒ ۸۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۵۱ھ کو وفات پائی۔ آپؒ کو مغازی میں اَعلَمُ النّاس شمار کیا جاتا ہے۔ امام زہریؒ فرماتے تھے کہ جب تک ابن اسحاق مدینہ میں ہیں علمِ کثیر باقی ہے۔ اور عاصم ابن عمر قتادہ کا بیان ہے کہ جب تک ابن اسحاق زندہ رہیں گے لوگوں میں علم باقی رہے گا۔(41) آپؒ پر تدلیس کے الزامات بھی ہیں تاہم امام احمد بن حنبلؒ کا قول ہے کہ مغازی میں روایت محمد بن اسحاق سے لی جائے لیکن حلال و حرام میں احتیاط کی جائے۔ سیرت نبوی ﷺ میں آپؒ کی اصل کتاب مفقود ہے تاہم ابن ہشامؒ نے آپؒ کی کتاب کی جو تنقیح وتہذیب کی ہے جو کہ سیرت ابن ھشام کے نام سے مشہور ہے وہ موجود ہے۔

کتاب المغازي لمحمد بن عمر الواقديؒ

واقدیؒ نے ۲۰۷ھ کو وفات پائی۔ آپ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ حجاز، شام، اور عراق میں علم حاصل کی۔ عباسی خلفاء ہارون الرشید اور مامون الرشید کے دور خلافت میں منصب قضاء پر فائز رہے آپ نے تاریخ اور حوادث میں تیس سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ باوجود ضعف کے غزوات اور تاریخ میں واقدیؒ کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا چنانچہ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَقَرَّرَ أَنَّ الوَاقِدِيَّ ضَعِيفٌ، يُحْتَاجُ إِلَيْهِ فِي الغَزَوَاتِ وَالتَّارِيْخِ، وَنُوْرِدُ آثَارَهُ مِنْ غَيْرِ احْتِجَاجٍ، أَمَّا فِي الفَرَائِضِ، فَلاَ يَنْبَغِي أَنْ يُذْكَرَ-(42)

"یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ واقدی ضعیف ہے تاہم مغازی اور تاریخ میں آپ کو احتیاج ہیں، اور ہم ان کے اثار کو بغیر دلیل کے لاتے ہیں، لیکن ہر چہ فرائض ہیں تو اس میں مناسب نہیں کہ آپ کا قول لیا جائے۔"

واقدی کی کتاب المغازی ہمیں ایک منظم، مرتب اور مربوط کتاب کی شکل میں ملتی ہے۔ آپکے شاگردوں میں امام شافعیؒ، ابوعبید القاسمؒ، ذوعب بن عمامۃؒ، محمد بن سعد، سلیمان بن داؤد اور حسن بن عثمان اور ان کے علاوہ بہت سے اھلِ علم شامل ہیں۔ واقدیؒ ۲۰۷ھ کو بغداد میں وفات پائی۔

(40) ذہبیؒ، سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۱۴۰۔

(41) ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج۹، ص۴۰۔

(42) الذھبیؒ، سیر اعلام النبلاء، ج۱۷، ص۵۹۵، رقم ۱۷۲۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

سیرت ابن ہشام لعبد الملک بن ہشام الحمیری

آپؒ ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ کو مصر میں فوت ہوئے آپ کا اصل وطن بصرہ ہونے کی وجہ سے آپ کو بصری کہا جاتا ہے۔ آپؒ سیر و مغازی، انساب، ادب اور نحو کے مشہور عالم اور مصنف تھے۔ آپ نے سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور کتاب سیرۃ النبی ﷺ لکھی ہے آپؒ نے محمد ابن اسحاق سے روایت کردہ کتاب المغازی کو اصل قرار دے کر اسمیں اضافہ کیا اور غیر ضروری مواد کو چھوڑ کر اصل مواد کی روایت کی۔ آپؒ نے بہت سے اسرائیلیات اور غیر ضروری اشعار کو حذف کیا اور لغت و انساب میں معلومات کا اضافہ کیا اور ابن اسحٰق کے بعد جو مفید تالیفات ہوئی تھی ان سے بھی اخذ کیا۔ یہ کتاب چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ مصنف نے کتاب کو آپ ﷺ کے نسب مبارک کے بیان سے شروع کیا ہے اور حسان ابن ثابتؓ کے مرثیہ پر اختتام کو پہنچایا ہے۔[43] ابن ہشامؒ ۲۱۳ھ یا ۲۱۷ھ کو مصر میں فوت ہوئے۔

نتائج بحث

(1) صحابہ کرامؓ غزوات کے بیان کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔

(2) اپنے اکابر کی تاریخ اور ان کے کارناموں سے باخبر رہنا اسلاف کا وطیرہ رہا ہے۔

(3) کتب احادیث کے علاوہ الگ سے علم مغازی میں بھی اکابرین امت نے نہایت مفید تصنیفات تالیف کیں۔

(4) واقدیؒ کے قول کو اگرچہ فرائض میں نہیں لیا جاتا ہے، تاہم غزوات و تاریخ میں آپؒ کا قول حجت ہے۔

(5) محمد ابن اسحٰق کی کتاب المغازی کو ابن ہشامؒ نے تنقیح و تہذیب کے بعد سیرت ابن ہشام کی صورت میں پیش کیا ہے جو کہ متداول ہے سیرت پر قلم اٹھانے والوں کے لئے اس کتاب کے دیکھنے سے لابدی ہے۔

---

[43] ضیف اللہ بن یحییٰ الزہرانی، مصادر السیرۃ النبویۃ،، ج۱، ص۱۴۔